بسم الله الرحمن الرحيم

بِسمِ اللهِ ، وَ اَلْحَمْدُ لله ، وَالْصَّلاَةُ وَالْسَّلاَمُ عَلَي رَسُوْلِ الله صَلَّي اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَي اٰلِهِ وَصَحْبِهِ وَمَنْ وَّالاَه أَمَّا بَعْدُ:

033:اسراءاور معراج۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

﴿سُبْحٰنَ الَّذِیْۤ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ﴾ (الاسراء:1)

آج کے خطبہ کا موضوع ہے **اسراءاور معراج۔**

اسراءاور معراج ایک واقعہ ہے جو پیارے پیغمبر ﷺ کی زندگی میں ایک عظیم تحفہ ہے ایک ایسی سیر ہے جس میں پیارے پیغمبر ﷺ کو اللہ تعالی نے زمین کی سیر اور آسمانوں کی سیر کروائی۔

ہجرت سے تین سال پہلے جب پیارے پیغمبر ﷺ پر مشرکوں کی تکلیفیں اور زیادتیاں بڑھ گئیں اور جو پیارے پیغمبر ﷺ کا دفاع کرنے والے تھے وہ وفات پا چکے ابو طالب اور سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا تو نبی کریم ﷺ کے لیے مکہ کی زمین تنگ ہو گئی تو ان مشکل حالات میں اللہ تعالی نے پیارے پیغمبر ﷺ کو ایک تحفہ دینا چاہا ان کی ان مشکل حالات میں مدد کرنا چاہی اور غم، دکھ اور تکلیف کو دور کرنا چاہا اور ایسی نعمت کے ذریعے سے اس غم کو دور کیا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالی نے آیات نازل فرمائیں اس عظیم نعمت کے متعلق جو پیارے پیغمبر ﷺ کے لیے خاص تھی۔ میں پہلے قصہ بیان کرتا ہوں مختصراً پھر اس قصے میں جو اہم پیغامات ہیں ان کے متعلق بات کرتے ہیں۔

ایک مرتبہ پیارے پیغمبر ﷺ رات کے وقت لیٹے ہوئے تھے کہ اچانک جبریل علیہ الصلاۃ والسلام آئے اور فرمایا کہ اللہ تعالی کا حکم ہے کہ سیر کو جانا ہے بیت المقدس کی طرف پھر آسمانوں کی طرف اور جبریل علیہ الصلاۃ والسلام کے ساتھ براق تھا ایک خاص سواری تھی، وہ سواری کیسی اور کیا ہے اللہ اعلم لیکن جو حدیث میں وصف آیا ہے کہ وہ سفید رنگ کی تھی گدھے سے بڑی اور خچر سے چھوٹی سائز کے اعتبار سے۔ تو نبی کریم ﷺ براق پر سوار ہوتے ہیں اور مسجد الحرام سے یعنی مکہ سے بیت المقدس کی طرف روانہ ہو جاتے ہیں۔ بیت المقدس میں یا بیت المقدس میں جانے سے پہلے راستے میں موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو دیکھتے ہیں کہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے ہیں پھر بیت المقدس پہنچتے ہیں اور وہاں پر نماز پڑھاتے ہیں اور آپ ﷺ کی اقتداء میں سارے کے سارے انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام نماز ادا کرتے ہیں۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد جبریل علیہ الصلاۃ والسلام نبی کریم ﷺ کو لے کر آسمانوں کی طرف لے کر جاتے ہیں۔ یاد رکھیں کہ اسراء کا مطلب ہے زمینی سیر جو مکہ سے بیت المقدس کی طرف ہے، مکہ سے لے کر بیت المقدس تک جو سفر ہے اسے کہتے ہیں اسراء اور معراج ہے آسمانی سیر، بیت القدس سے لے کر سدرۃ المنتہیٰ تک اسے کہتے ہیں معراج۔ تو آسمان کی طرف جاتے ہوئے ساتوں آسمانوں میں مختلف انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام سے ملاقات ہوتی ہے، آدم علیہ الصلاۃ والسلام سے پھر یوسف علیہ الصلاۃ والسلام سے پھر ادریس علیہ الصلاۃ والسلام سے، پھر عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام اور یحییٰ علیہ الصلاۃ والسلام، سے پھر ہارون علیہ الصلاۃ والسلام سے، پھر موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام سے، پھر ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام سے اور ہر آسمان میں انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے ساتھ ملاقات میں مصافحت ہوتی ہے سلام ہوتا ہے اور سلام کا جواب ہوتا ہے اور انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام پیارے پیغمبر ﷺ کے لیے دعا فرماتے ہیں۔

ساتویں آسمان میں نبی رحمت ﷺ کی ملاقات ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام سے ہوتی ہے اور البیت المعمور ایک خاص جگہ ہے جو کعبہ کے بالکل اوپر ہے، جو کعبہ ہے زمین کے اوپر ساتویں آسمان میں ایک دوسرا کعبہ ہے جیسا کہ زمین میں کعبہ ہے اسے البیت المعمور کہتے ہیں وہ گھر جو ہمیشہ بھرا رہتا ہے، وہ گھر جس کی تعمیر ہوئی ہے اور یہ جو تعمیر ہے جو معمور ہے یہ فرشتوں کی وجہ سے ہے البیت المعمور وہ گھر ہے جس میں ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں اور طواف کرتے ہیں اور دوبارہ اس فرشتے کی باری نہیں آتی وہ ایک مرتبہ صرف طواف کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اتنے عظیم فرشتے اور کثیر تعداد میں ہیں۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ کو برزخ میں سے بعض اہم آیات دکھائی جاتی ہیں۔ نبی کریم ﷺ جبریل علیہ الصلاۃ والسلام کے ساتھ جاتے ہیں اور عجیب وغریب مناظر دیکھتے ہیں۔ ایک منظر میں دیکھتے ہیں کہ بعض لوگ ہیں ان کے ناخن تانبے کے ہیں اور وہ اپنے چہروں کو نوچتے ہیں اپنے ناخنوں سے، جوں ہی ایک طرف کو نوچتے ہیں پھر دوسری طرف کو نوچنا چاہتے ہیں تو جو پہلا حصہ ہے چہرے کا وہ درست ہو جاتا ہے اور اس عذاب میں مسلسل مبتلا ہیں تو نبی کریم ﷺ کو کافی پریشانی ہوتی ہے۔ ہمیں یہ منظر بیان کرتے ہوئے رونگٹے کھڑے ہو رہے ہیں تو پیارے پیغمبر ﷺ کو آنکھوں سے دکھایا گیا۔

پھر آگے چلتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ ایک دریا ہے خون کا اور خون کے دریا کے اندر ایک شخص ڈوبا ہوا ہے جوں ہی وہ دریا کے کنارے کی طرف آتا ہے کہ باہر نکلے دوسرا شخص جو باہر بیٹھا ہے اس کے ہاتھ میں کنکر کی طرح پتھر ہیں وہ اس کو مارتا ہے وہ اس کے منہ میں چلا جاتا ہے وہ پھر اس خون کی نہر کے اندر غرق ہو جاتا ہے وہ پھر نکلنے کی کوشش کرتا ہے پھر وہ پتھر مارتا ہے اسی طریقے سے وہ اس خون کی نہر میں ڈوب رہا ہے اور نکل نہیں سکتا وہ نکلنے کی کوشش کرتا ہے لیکن نکل نہیں سکتا۔

پھر تیسرا منظر دیکھا کہ تندور نما ایک چیز ہے ایک جگہ ہے اس میں سے شدید چیخ وپکار کی آواز آرہی ہے اس میں جب جھانک کر دیکھا تو اس میں مرد اور عورتیں ہیں بالکل ننگے برہنہ مرد اور عورتیں تندور کا سیک جب آگ ان کو نیچے سے پہنچتی ہے تو ان کی چیخیں نکلتی ہیں۔

تو نبی کریم ﷺ نے جبریل علیہ الصلاۃ والسلام سے سوال کیا یہ جو ہم نے دیکھے ہیں مناظر یہ کیا ہیں؟ اور یاد رہے کہ نبی کریم ﷺ کو علم غیب مطلق نہیں آتا ورنہ جبریل علیہ الصلاۃ والسلام سے سوال کرنے کی کیا ضرورت تھی اور جبریل علیہ الصلاۃ والسلام کو بھی علم غیب مطلق نہیں آتا۔ علم غیب مطلق کا مطلب یہ ہے کہ ہر چیز کو جاننا جو ہو چکی ہے، جو ہو رہی ہے اور جو ہونے والی ہے اگر ہوتی تو کیسے ہوتی اسے علم غیب مطلق کہتے ہیں اور یہ خاص ہے اللہ تعالیٰ کے لیے اور جس نے اس علم غیب کا دعویٰ کیا ہے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ یہ کفریہ عقیدہ ہے یہ کفریہ عمل ہے کہ کوئی شخص یہ دعویٰ کرے یہ فلاں بزرگ ہے یا فلاں ولی ہے اس کو علم غیب مطلق آتا ہے اللہ تعالیٰ نے اسے عطا فرمایا ہے۔ یہ عطا فرمانا جو ہے یہ لوگوں کو دھوکا دینے کے لیے ایک لفظ استعمال کیا گیا ہے اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے اگرچہ تفصیل میں جو عطائی اور ذاتی کا مسئلہ ہے وقت نہیں ہے کہ میں بیان کروں لیکن یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ بھی عطا فرمایا ہے پیارے پیغمبر ﷺ کو اس کی دلیل موجود ہے قرآن مجید میں اور صحیح حدیث میں۔

﴿إِنَّآ أَعۡطَيۡنَٰكَ ٱلۡكَوۡثَرَ﴾ (الکوثر:1) کوثر کی نہر خیر کثیر دیا گیا ہے پیارے پیغمبر ﷺ کو تو ﴿أَعۡطَيۡنَٰكَ﴾ کا لفظ موجود ہے قرآن مجید میں۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ مجھے پانچ چیزیں عطا فرمائی گئی ہیں اور یہ صحیح حدیث میں موجود ہے۔ الغرض جو کچھ بھی اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے پیارے پیغمبر ﷺ کو تو اس کی دلیل موجود ہے اور آج اگر کوئی شخص یہ دعویٰ کرتا ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے علم غیب مطلق عطا فرمایا ہے یا کن فیکون عطا فرمایا ہے یا مشکل کشائی عطا فرمائی ہے تو ہم کہتے ہیں کہ ﴿قُلۡ هَاتُواْ بُرۡهَٰنَكُمۡ إِن كُنتُمۡ صَٰدِقِينَ﴾ (البقرۃ:11)۔ تمہارے پاس کیا دلیل ہے؟ اس کی کوئی دلیل نہیں ہے اور علم غیب مطلق صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے اور مشکل کشا اور حاجت روا صرف ایک ہی ذات ہے اور وہ ہے اللہ تعالیٰ کن فیکون کا مالک صرف اللہ تعالیٰ ہے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی ایسی ذات نہیں ہے کوئی مخلوق نہیں ہے جسے اللہ تعالیٰ نے یہ چیزیں عطا فرمائی ہیں۔

بہر حال، تو سوال کرتے ہیں نبی کریم ﷺ جبریل علیہ الصلاۃ والسلام سے کہ ہم نے جو دیکھا کیا دیکھا؟ تو جبریل علیہ الصلاۃ والسلام فرماتے ہیں، جس شخص کو دیکھا کہ اس کے تانبے کے ناخن ہیں اور اپنے آپ کو نوچ رہا ہے اپنے چہرے کو نوچ رہا ہے یہ وہ شخص ہے جو دنیا میں غیبت کیا کرتا تھا۔ غیبت کا مطلب ہے کہ کسی کے پس

پشت ایسی بات کی جائے جو اگر اس کے سامنے کی جاتی تو اسے ناگوار گزرتی اسے اچھی نہ لگتی اسے غیبت کہتے ہیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر وہ بُرائی اس کے اندر موجود ہو؟ یہی سوال پیارے پیغمبر ﷺ سے کیا گیا صحابہ کرام [نے عرض کی اے اللہ تعالی کے پیارے پیغمبر ﷺ! اگر وہ بُرائی جو ہم کسی شخص کے پیچھے کرتے ہیں اور وہ بُرائی اس شخص کے اندر پائی جائے اور وہ بات سچ ہو؟ تو پیارے پیغمبر ﷺ فرمایا اسی کو تو غیبت کہتے ہیں یہی تو غیبت ہے اور اگر وہ بُرائی اس کے اندر نہ ہو تو پھر یہ بہتان ہے۔ اور دونوں کبیرہ گناہ ہیں میرے بھائیو، غیبت بھی کبیرہ گناہ ہے اور بہتان کسی پر ناجائز الزام لگانا بھی کبیرہ گناہ ہے۔ تو یہ جو اپنے چہروں کو نوچ رہے ہیں تانبے کے ناخن سے یہ برزخ میں ان کو عذاب مل رہا ہے اور قیامت میں کیا عذاب ہوگا وہ اللہ تعالی بہتر جانتا ہے۔ اگر کوئی شخص کسی کی غیبت کرنا چاہے تو پھر اپنے ہاتھوں کی طرف دیکھے اپنے ناخنوں کو دیکھ لیا کرے، دنیا کے ناخن اگر تھوڑا سا لگ جائیں تو کتنی تکلیف ہوتی ہے جب یہ ناخن نعوذ باللہ تانبے کے بن جائیں گے اور اپنے ہاتھوں سے اپنے چہروں کو نوچا جائے گا! عمل کیا تھا؟ غیبت اور یاد رکھیں کہ غیبت وہ لوگ کرتے ہیں جن کے دل کالے اور سیاہ ہوں جو دوسروں کی خوشیاں برداشت نہیں کر سکتے۔ اگر مسلمان بھائی کے اندر کوئی نقص یا کوئی عیب ہے تو اس کا یہ حل نہیں ہے اس کے پیٹھ پیچھے اس کی بُرائی کی جائے یا اس کے متعلق باتیں کی جائیں۔

ایک مرتبہ اُمہات المؤمنین میں سے ایک نے یوں کہا پیارے پیغمبر ﷺ کے سامنے کہ فلاں کا قد چھوٹا ہے، نبی کریم ﷺ کی دوسری زوجہ مطہرہ کے متعلق۔ تو پیارے پیغمبر ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم نے تم نے ایسی بات کی ہے اپنے منہ سے ایسا لفظ نکالا ہے اگر سمندروں میں اسے ملا دیا جاتا تو سمندر بھی کڑوے ہو جاتے۔ چھوٹی ہے قد چھوٹا ہے اس لفظ میں کوئی مشکل ہے؟ ظاہراً تو کوئی بات نہیں ہے سچ تو کہا ہے قد تو چھوٹا ہے لیکن اللہ تعالی کے ہاں اس بات کی کتنی قدر و قیمت ہے کتنی اہمیت ہے کہ کسی مسلمان کے یا کسی انسان کے پیٹھ پیچھے اس کی بُرائی نہ کی جائے۔ یہ مسلمانوں کا حق ہے ان کی غیبت نہ کی جائے۔ جو بات ان کو ناگوار گزرے وہ بات جیسے ان کے سامنے ہم بیان نہیں کر سکتے تو یہ سب سے بڑی بزدلی کہ ان کے پیٹھ پیچھے یہ بات بیان کی جائے اور غیبت کے متعلق اللہ تعالی نے قرآن مجید میں جو الفاظ بیان فرمائے ہیں آپ جانتے ہیں، اللہ تعالی فرماتے ہیں:

﴿اَیُحِبُّ اَحَدُکُمۡ اَنۡ یَّاۡکُلَ لَحۡمَ اَخِیۡهِ مَیۡتًا فَکَرِهۡتُمُوۡهُ﴾ (الحجرات:12)

(کیا تم میں سے کوئی شخص یہ پسند کرتا ہے کہ وہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے کتنی کراہت محسوس ہوتی ہے)

کیا کوئی شخص کسی مردار جانور کا گوشت کھا سکتا ہے؟ کسی مردہ انسان کا گوشت کھا سکتا ہے؟ اگر یہ مردہ انسان اس کا سگا بھائی ہو کیا اس کا گوشت کھا سکتا ہے؟ اگر نہیں تو پھر غیبت بھی اتنا ہی عظیم گناہ ہے اتنا ہی عظیم کراہت کا عمل ہے کہ جیسے کوئی انسان اپنے سگے بھائی کا گوشت کھانا پسند نہیں کرتا تو اسے غیبت سے بھی اتنی ہی نفرت ہونی چاہیے۔ دوسرا منظر جس میں خون کا دریا تھا اور اس میں ایک شخص ڈوب رہا تھا، جبریل علیہ الصلاۃ والسلام فرماتے ہیں کہ یہ وہ شخص ہے جو سود کھایا کرتا تھا دنیا میں سود خور ہے۔ دنیا میں اس نے مال تو کمایا ان گنت مال کمایا لیکن کہاں سے آرہا ہے حرام سے یا حلال سے اسے کوئی پرواہ نہیں تھی لیکن مال ہونا چاہیے اور سب سے زیادہ ہونا چاہیے ان گنت مال ہونا چاہیے حرام کا ہے یا حلال کا ہے اسے کوئی پرواہ نہیں ہے اور خاص طور پر سود جس کے متعلق اللہ تعالی قرآن مجید میں فرماتے ہیں:

﴿فَاۡذَنُوۡا بِحَرۡبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ﴾ (البقرة:279) (کہ اعلان جنگ ہے سود خور کے خلاف اللہ تعالی سے اور اللہ تعالی کے پیارے پیغمبر ﷺ کی طرف سے)۔ یہ آیت ہر مسلمان سنتا ہے اور اس کے باوجود بھی سود کھاتا رہتا ہے۔ کب تک کھائے گا موت تو آنے ہی والی ہے یا سود کے مال سے موت کو خرید سکتا ہے کہ اسے موت کبھی نہ آئے؟ ہرگز نہیں۔ مرنے کے بعد کیا ہونے والا ہے؟ الجزاء من جنس العمل، جیسا کہ دنیا میں کھایا پیا کرتا تھا حرام سے اور برزخ کی زندگی میں خون کے دریا میں وہ ڈوبے گا نہ اس میں وہ مرے گا اور نہ اس میں وہ زندہ رہ سکتا ہے۔ خون کے دریا میں وہ رہے گا اور جب بھی وہ نکلنے کی کوشش کرتا ہے تو دوسرا شخص ایک ایسا فرشتہ متعین کر دیا گیا ہے اللہ تعالی کی طرف سے جو اسے پتھر مارتا ہے اور وہ پتھر اس کے لیے لقمہ بن جاتا ہے اور پھر وہ پانی میں دوبارہ ڈوب جاتا ہے اور اسی کشمکش میں رہتا ہے اسی عذاب میں وہ رہتا ہے۔

کب تک؟ الا ما شاء اللہ سبحانہ و تعالیٰ ،جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا جب تک کہ اللہ تعالیٰ کا حکم نہیں آئے گا۔

تیسرے وہ لوگ جو تندور میں جل رہے تھے جبریل علیہ الصلاۃ والسلام فرماتے ہیں کہ یہ وہ لوگ ہیں جو دنیا میں زنا کیا کرتے تھے زانی ہیں، بے حیائی اور بے شرمی کی انتہا۔ اللہ تعالیٰ نے جب انسان کو پیدا کیا ہے تو ننگا پیدا نہیں کیا جیسا کہ بعض مفکرین سمجھتے ہیں بلکہ بہترین لباس میں شرم و حیاء میں اس زمین پر اتارا ہے اور اسے تعلیم دی گئی کہ کیا حلال ہے اور کیا حرام ہے اور دین نے عزت کی خاص حفاظت کی ہے اور اس عزت کی حفاظت میں سے جو طریقے اپنائے گئے ہیں وہ یہ ہے کہ زنا کو حرام کر دیا گیا۔ جیسا کہ انسان اپنے پیاروں کو زانی نہیں دیکھ سکتا یا اسے پسند نہیں ہے کہ کوئی شخص ان سے زنا کرے یا بُری نظر سے بھی دیکھے تو دوسرے مسلمان بھی یہ پسند نہیں کرتے۔ جو لوگ زنا کرتے ہیں حقیقتاً وہ گناہ صرف ان کے سر پر نہیں ہے وہ گناہ گار ضرور ہیں لیکن زنا کی بُرائی اور بے حیائی کی بُرائی ان کے گھروں تک پہنچ جاتی ہے اور ان کو علم بھی نہیں ہوتا، یہ انصاف ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے۔ اگر گھر کا سربراہ بگڑا ہوا ہو گھر کا سربراہ زناکاریاں کرتا ہے تو پھر ان کے ماتحت جو گھر والے ہیں وہ کیسے زنا سے بچ سکتے ہیں الا من رحم اللہ سبحانہ و تعالیٰ، الا یہ کہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل و کرم ہے بعض لوگوں پر پھر تو بچ سکتے ہیں لیکن اگر گھر والا ہی بدکاریاں کرتا ہے تو پھر ان بدکاریوں کا اثر بچوں پر زیادہ مؤثر ہوتا ہے اور ان کے بچے اور گھر والے بھی زیادہ ان گناہوں میں مبتلا ہو سکتے ہیں۔

اور بھی مناظر ہیں لیکن میں وقت کے اعتبار سے صرف مختصر بیان کر رہا ہوں، پھر پیارے پیغمبر ﷺ کو جبریل علیہ الصلاۃ والسلام لے جاتے ہیں خاص جگہ ساتویں آسمان کے اوپر ایک خاص جگہ ہے سدرۃ المنتہیٰ۔ سدرۃ کہتے ہیں بیری کے درخت کو اور منتہیٰ یہ نہایت ہے یعنی اس کے آگے کوئی مخلوق نہیں جاسکتی اور نہ کوئی گئی ہے۔ یہ عجیب بیری کا درخت ہے، اس کا جو پھل ہے ایسے ہے جیسے مٹکے ہوتے ہیں بڑے اور پتے ایسے جیسے ہاتھی کے کان بہت بڑے اور چوڑے۔ حقیقت اللہ اعلم کیسی ہے لیکن یہ مثالیں دی گئی ہیں کہ ایسے ہیں یعنی حجم کے اعتبار سے اور خوبصورتی کے اعتبار سے کتنے وسیع اور بڑے ہیں۔ نبی رحمت ﷺ جب وہاں پر پہنچے اپنی نظریں جھکائیں اور صرف اتنا ہی دیکھا جتنا اللہ تعالیٰ کا حکم تھا۔ ادب دیکھیں ﴿مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى﴾ (النجم:18)۔ ہم یہاں پر بیٹھے ہیں میں آپ کو دیکھ رہا ہوں میری آنکھوں میں مسجد کا بہت سارا حصہ آرہا ہے اگرچہ میں سامنے دیکھ رہا ہوں لیکن ارد گرد کے حصے نظر آرہے ہیں اور اگر تھوڑا سا دائیں یا بائیں دیکھتا ہوں تو پوری مسجد کا نظارا میرے سامنے آجاتا ہے اور یہ جان جاتا ہوں کہ کون شخص کہاں بیٹھا ہے اور کیا کر رہا ہے۔ پیارے پیغمبر ﷺ کے لیے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ﴿مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى﴾۔ ﴿زَاغَ﴾ کہتے ہیں ہٹنے کو اور ﴿طَغٰى﴾ کہتے ہیں حد سے گزرنے کو تو جہاں تک اللہ تعالیٰ کا حکم تھا صرف وہی کچھ دیکھا اگرچہ نئی چیزیں تھیں آسمانوں کی سیر ہے عجیب مناظر دیکھے ہیں یہاں پر بھی ایک بیری کا درخت عجیب و غریب ہے اور بھی چیزیں ہو سکتی ہیں جن کو میں دیکھوں لیکن ادب کی انتہا دیکھیں ﴿مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى﴾۔ آیتیں دکھائی گئیں پیارے پیغمبر ﷺ کو اور پھر اللہ تعالیٰ نے براہ راست کلام فرمایا ہے پیارے پیغمبر ﷺ سے۔

کلیم اللہ دو ہیں اور خلیل اللہ بھی دو ہیں۔ کلیم اللہ، موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کلیم اللہ ہیں اور پیارے پیغمبر محمد مصطفیٰ ﷺ بھی کلیم اللہ ہیں۔ کہاں پر کلام ہوا براہ راست نبی کریم ﷺ سے؟ اسی موقع پر۔

اور خلیلین بھی دو ہیں، خلیل اللہ اور خلت جو ہوتی ہے وہ محبت کا انتہا درجہ ہوتا ہے اس کے بعد کوئی محبت نہیں ہوتی اور خلیل کا مطلب ہے کہ دل کے اندر اتنی محبت ہو کہ کسی اور کے لیے جگہ نہ رہی اسے خلیل کہتے ہیں اور خلیلین دو ہیں۔ کون ہیں؟ ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام اور پیارے پیغمبر محمد مصطفیٰ ﷺ۔

اللہ تعالیٰ نے پیارے پیغمبر ﷺ سے جب کلام فرمایا اور اللہ تعالیٰ کلام فرماتے ہیں یاد رکھیں اور کلام اللہ تعالیٰ کی صفت ہے کما یلیق بجلالہ سبحانہ و تعالیٰ مخلوق کے کلام کی طرح نہیں کیفیت اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے مثلیت اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے بغیر تکیف کے بغیر کیفیت بیان کرنے کے بغیر تمثیل اور مثلیت بیان کرنے کے بغیر انکار کرنے کے اور بغیر تحریف اور تاویل کرنے کے۔ اہل سنت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کلام فرماتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات بلند ہے اسی طریقے سے اللہ تعالیٰ کی صفات کاملہ ہیں اور یہ صفات الکمال بھی بلند ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ کلام فرماتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے پیارے پیغمبر ﷺ کو تحفے میں پچاس نمازیں عطا فرمائیں

اور یہ تحفہ صرف پیارے پیغمبر ﷺ کے لیے نہیں تھا پیارے پیغمبر ﷺ کے ساتھ ساتھ اُمت کے لیے بھی تھا۔ پیارے پیغمبر ﷺ کی اب واپسی کا وقت آیا اور جب واپس جانا تھا تو پھر انبیاء علیھم الصلاۃ والسلام سے بھی مل کر جانا تھا تو جب چھٹے آسمان پر آئے اور موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام سے ملاقات ہوئی تو موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے ایک سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی چیز آپ کو عطا فرمائی ہے ؟ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ جی ہاں، پچاس نمازیں ہیں۔ موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام فرماتے ہیں کہ میرا تجربہ ہے بنی اسرائیل کے ساتھ اے اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی ﷺ تیری اُمت پچاس نمازیں نہیں پڑھے گی واپس جاؤ اللہ تعالیٰ کی طرف اور تخفیف کر کے پھر جاؤ اپنی اُمت کی طرف۔ نبی رحمت ﷺ پھر دوبارہ جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے عرض کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کچھ تخفیف کیجئے۔ ربّ ذوالجلال سبحانہ و تعالیٰ پانچ کم کر دیتے ہیں پینتالیس ہو جاتی ہیں پھر جاتے ہیں موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کی طرف پھر فرماتے ہیں کہ پینتالیس ہیں پھر موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام فرماتے ہیں کہ پینتالیس بھی نہیں پڑھ سکیں گے دوبارہ تخفیف کے لیے اللہ تعالیٰ سے عرض کرو۔ پھر اسی طریقے سے جاتے ہیں اور آتے ہیں تو پچاس میں سے پانچ باقی رہتی ہیں۔ موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام فرماتے ہیں اے اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی ﷺ آپ کی اُمت پانچ بھی نہیں پڑھے گی اس میں بھی تخفیف کر کے آؤ۔ نبی رحمت ﷺ فرماتے ہیں کہ مجھے شرم آتی ہے پچاس میں سے پانچ ہو گئی ہیں میں اب دوبارہ نہیں جا سکتا اللہ تعالیٰ کی طرف، اب پانچ میں میں کیا تخفیف کرواؤں؟ اور پانچ ہی نمازیں لے کر واپس آئے۔ یہ جو پانچ نمازیں ہیں جب آخری مرتبہ پچاس میں سے پانچ ہوتی ہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرا قول تبدیل نہیں ہوتا (اللہ تعالیٰ جو فرماتے ہیں وہ کبھی تبدیل نہیں ہوتا) نمازیں پانچ ہیں میں ثواب پچاس کا دوں گا، میرے ہاں نمازیں پچاس ہی ہیں لیکن ایک نماز دس کے برابر ہے۔ آپ ایک نماز پڑھتے ہیں فرشتے دس نمازیں لکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ آپ کو ایک نماز کے بدلے دس نمازوں کا اجر وثواب عطا فرماتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ ہاں وہی پچاس نمازیں ہیں اگرچہ ہمارے ہیں پانچ نمازیں ہیں تخفیف کرنے کے بعد۔

جب نبی رحمت ﷺ واپس آتے ہیں تو ابھی آپ ﷺ کا بستر گرم تھا ابھی رات باقی تھی۔ صبح ہوتے ہیں جب پیارے پیغمبر ﷺ نے لوگوں سے یہ بات بیان کی کہ میں رات کو بیت القدس کی طرف گیا اور آسمانوں کی سیر کی تو مشرکین نے مذاق اُڑانا شروع کر دیا۔ اور آپ جانتے ہیں کہ انبیاء علیھم الصلاۃ والسلام پر جو تہمتیں لگائی گئیں وہ ساحر، شاعر، کاہن، مجنون، جتنے بھی انبیاء علیھم الصلاۃ والسلام گزرے ہیں انہیں تقریباً ان ہی تہمتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ جب قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی وحی کی تلاوت کرتے ہیں تو کہتے ہیں شاعر ہے، اتنے اچھے الفاظ بیان کرتے ہیں کہ یہ نبی نہیں یہ شاعر ہے، جب ان کی بات کوئی سن لیتا ہے سمجھ لیتا ہے اور ان کے گھر میں جھگڑا ہوتا ہے ایمان اور کفر کی جنگ شروع ہو جاتی ہے تو کہتے ہیں یہ ساحر ہے جادوگر ہے، جب غیب میں سے کوئی خبر بیان کرتے ہیں تو کہتے ہیں کاہن ہے چھپی ہوئی باتیں بیان کرتے ہیں اور جب باتیں ان کو سمجھ میں نہیں آتیں تو کہتے ہیں مجنون ہے یا کوئی جن کا آسیب ہے یا نعوذ باللہ پاگل ہے۔ عام طور پر مجنون اس زمانے میں اس کو کہتے تھے جس کے اندر جن داخل ہو جائے اور جن کا آسیب ہو۔ جن سے مجنون کا لفظ لیا گیا ہے اور عام زبان میں پاگل کو بھی مجنون کہتے ہیں۔ تو جب مشرکین عرب نے یہ بات سنی تو ان کو بڑا تعجب ہوا کہ ایک ہی رات میں محمد ﷺ یہ کہتے ہیں کہ میری بات کی تصدیق کریں کہ ایک ہی رات میں مکہ سے لے کر بیت المقدس کا سفر اور پھر بیت المقدس سے لے کر آسمانوں کا سفر اور یہ پورا المباقصہ بیان کیا محمد ﷺ نے **نعوذ باللہ** محمد ﷺ مجنون ہو گئے ہیں۔ پہلے ساحر، کاہن، شاعر تو تھا اب مجنون کا لقب بھی **نعوذ باللہ** دیا گیا۔ بعض صحابہ جو نومسلم تھے مشرکوں کی باتوں میں آکر ان کو بھی پریشانی ہو گئی کہ اب یہ کیا ہو گیا ہے! تو ابو جہل کو موقع ملا اور ابو جہل کا ٹارگٹ تھا سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کیوں کہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ وہی صحابی ہیں جن کی وجہ سے عشرۃ مبشرۃ فی الجنۃ جو صحابی ہیں ان ہی کی وجہ سے مسلمان ہوئے اور سب کو جنت کی بشارت دی گئی ان کی زندگی میں تو مشرکین عرب کے لیے ان کی نظر میں جو سب سے بڑی مصیبت تھی وہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے۔ اگر اس شخص کا ایمان کسی وجہ سے یا کسی طریقے سے ڈگمگا جائے تو پھر توحید اور نبی کریم ﷺ کی دعوت کو توڑنا بہت آسان ہے تو ابو جہل دوڑتا ہوا گیا سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر اور جاتے ہی یہ کہا، کیا تم جانتے ہو کہ تمہارا دوست کیا کہہ رہا ہے؟ تمہارا دوست کہہ رہا ہے کہ مکہ سے بیت المقدس کا سفر میں نے کیا ہے اور بیت المقدس سے لے کر ساتوں آسمانوں کی سیر میں کر کے آیا ہوں اور ایک رات میں نہیں بلکہ ایک رات کے

حصے میں۔ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ابو جہل کے چہرے کی طرف دیکھ کر جو ہانپتے ہوئے سانس پھولی ہوئی دوڑتے ہوئے آیا ہے فرماتے ہیں"اِنْ کَانَ قَالَهٗ فَقَدْ صَدَقَ" یہ جو باتیں تم مجھے سنا رہے ہو اگر یہ پیارے پیغمبر ﷺ کا فرمان ہے تو سچ ہے۔ مجھے یہ نہ بتاؤ کہ ہو سکتا ہے یا نہیں ہو سکتا میں تمہارے منہ سے سن رہا ہوں تمہاری بات سچ بھی ہو سکتی ہے اور غلط بھی ہو سکتی ہے کافر کہاں سچے ہوتے ہیں اس لیے فرمایا"اِنْ کَانَ قَالَهٗ فَقَدْ صَدَقَ" اگر آپ ﷺ نے فرمایا ہے تو سچ فرمایا ہے، تیری بات کا کوئی اعتبار نہیں۔ ایک ہی جواب دیا ایک ہی جملے میں چند الفاظ میں تو ابو جہل کا سر جھک گیا کہ اتنا ایمان بھی ہوتا ہے کسی شخص کا پہاڑوں سے بھی زیادہ مضبوط جو ہلنے کا نام ہی نہیں لیتا، پورے مکہ والے پریشان ہیں اور یہ ایک شخص ہے جو یہ کہتا ہے"اِنْ کَانَ قَالَهٗ فَقَدْ صَدَقَ" اگر میرے پیارے پیغمبر ﷺ کا فرمان ہے تو سچ ہے بغیر یہ سوچے اور سمجھتے ہوئے کہ ایک رات میں دو مہینے کا سفر ہم کرتے ہیں!

ابو جہل کہتا ہے کہ دو مہینے ہم اونٹوں پر سوار ہوتے ہیں اونٹوں کی سانس پھول جاتی ہے ان کو دوڑاتے ہیں، بیت المقدس کا سفر کرتے ہیں دو مہینے لگتے ہیں اور ایک رات کے حصے میں! ہم کیسے تسلیم کر لیں کیسے تصدیق کر لیں! تو پھر جمع ہوئے مشرکین نبی کریم ﷺ کے سامنے اور امتحان لینا شروع کیا اور یاد رہے پیارے پیغمبر ﷺ نے کبھی بیت المقدس کا سفر نہیں کیا تھا اور نہ ہی دیکھا تھا۔ شام کا سفر تو بچپن میں ہوا تھا لیکن بیت المقدس کی طرف جانا اور مسجد کو دیکھنا مسجد اقصیٰ کو دیکھنا پہلے نبی کریم ﷺ نے نہیں دیکھا تھا تو امتحان لے رہے ہیں مشرکین کہ دیکھیں سچ ہے یا جھوٹ ہے۔ تو جوں ہی سوال کرنا شروع کیے کہ جب گئے تو راستے میں کیا دیکھا؟ جب گئے تو پھر بیت المقدس کا وصف ہمیں بتائیں کہ کیسا ہے؟ جیسے ہم مسجد میں بیٹھے ہیں میں نے مسجد دیکھی ہے میں بتا سکتا ہوں کہ یہ مسجد کتنی بڑی ہے تقریباً، اس میں کتنے Split AC لگے ہیں اندازے کے طور پر، اس میں اوپر عورتوں کی جگہ بھی ہے اس میں پلرز بھی ہیں، اس میں قرآن مجید بھی رکھے ہیں کس طریقے سے تو وہی بتا سکتا ہے جس کسی نے دیکھا ہے اور باہر کا وصف بھی میں بتا سکتا ہوں کہ کون سا پینٹ ہے، اس کا مینار کیسا ہے تو انہوں نے امتحان لینا شروع کیا کہ اگر دیکھا ہے تو ہمیں بتائیں کیا دیکھا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے پیارے پیغمبر ﷺ کے سامنے پوری بیت المقدس کی شکل و صورت ظاہر کر دی۔ آپ ﷺ دیکھ رہے ہیں اور جو سوال وہ کر رہے ہیں آپ ﷺ جواب دے رہے ہیں کہ دروازہ کس طرف سے ہے؟ دروازے سے داخل ہوتے ہوئے دائیں جانب کیا ہے؟ بائیں جانب کیا ہے؟ چھت میں کیا ہے؟ اور پوری تفصیل بیان کر رہے ہیں جو پوچھ رہے ہیں وہ بیان کر رہے ہیں۔ یہ معجزہ تھا پیارے پیغمبر ﷺ کے لیے۔ جب تنگ ہو گئے کیا ایمان لے کر آئے؟ کیا کہا؟ یہ کاہن ہے **نعوذ باللہ**، ساحر تھا، شاعر، مجنون، کاہن۔ دلوں پر کفر کی کالک چھائی ہوئی تھی شرک نے جگہ کی ہوئی تھی تو شرک کے پردوں نے اس حق بات کو داخل نہ ہونے دیا دل میں اور اللہ تعالیٰ نے ان کو توفیق بھی نہیں دی۔ یاد رکھیں جو حق بات سمجھنا نہیں چاہتا اسے اللہ تعالیٰ توفیق بھی نہیں دیتا اس کے لیے حق راستہ آسان بھی نہیں کرتا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یقین ہو گیا کہ واقعی پیارے پیغمبر ﷺ اسراء اور معراج کی سیر پر گئے اپنی روح اور جسد کے ساتھ۔ صرف روح نہیں تھی یاد رکھیں، بعض لوگوں سے غلطی ہوئی ہے وہ کہتے ہیں کہ روح گئی تھی اور آپ ﷺ کا جسم مبارک اپنی جگہ پر تھا لیکن جو محققین علماء اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے وہ یہ ہے اسراء و معراج کے موقع پر پیارے پیغمبر ﷺ اپنی روح اور جسم دونوں کے ساتھ اس سیر پر گئے تھے۔

یہ مختصر سا قصہ ہے اسراء و معراج کا اور یہ وہی جگہ ہے یہ وہی واقعہ ہے جس میں سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو صدیق کا لقب دیا گیا"الصدیق"(سچ ماننے والا)۔ جو کچھ بھی سنا پیارے پیغمبر ﷺ سے بس یہ معلوم ہو جائے کہ آپ ﷺ کا فرمان ہے تو سچ ہے یعنی ایمان کے درجے کی بلندی کی انتہا ہے۔

اہم پیغام اس قصے میں سے:

1۔ مسجد الحرام، کیا اس زمانے میں مسجد تھی ﴿سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَا﴾۔ مسجد الاقصیٰ تو موجود تھی کیا مسجد الحرام موجود تھی؟ نہیں تھی۔ تو مسجد کا لفظ کیسے استعمال ہوا؟ یاد رکھیں کہ مسجد صرف اس چار دیواری کو نہیں کہا جاتا جیسا کہ بعض لوگ سمجھتے ہیں بلکہ مسجد کہتے ہیں عبادت گاہ کو جس جگہ پر عبادت کی جائے اسے مسجد کہتے ہیں اور صحیح بخاری، مسلم میں پیارے پیغمبر ﷺ فرماتے ہیں کہ لعنت ہو یہود و نصاریٰ پر انہوں نے اپنے انبیاؤں کی قبروں کو مسجد بنایا یعنی عبادت گاہ بنایا۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں مسجد کا مطلب ہے کہ قبروں پر سجدہ کرتے ہیں اور یہ بہت بڑی غلط

فہمی ہوئی ہے اس لیے آج کل جو آپ لوگ دیکھتے ہیں مزاروں میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم نے قبر کو مسجد کہاں بنایا ہے! قبر کو مسجد بنانے کا مطلب یہ ہے کہ قبر کے اوپر سجدہ کیا جائے۔ میرے بھائی یہ تو یہود و نصاریٰ بھی نہیں کرتے تھے۔ آپ نے کبھی کسی یہودی یا نصرانی کو دیکھا ہے کہ وہ قبر پر سجدہ کرے؟ قبر کے اوپر بیٹھ کر سجدہ کرے؟ ہر گز نہیں۔ تو مسجد کا مطلب ہے عبادت گاہ اور یہ آیت اس کی دلیل ہے۔ مسجد تو تھی لیکن عبادت ہوتی تھی کہ نہیں؟ کعبہ کے ارد گرد تین سو ساٹھ بت تھے وہاں پر عبادت ہوتی تھی اگرچہ شرکیہ طریقے سے لیکن عبادت تو ہوتی تھی۔ تو مسجد کا مطلب ہے عبادت گاہ جہاں پر عبادت کی جائے اور سجدے کا لفظ اس لیے استعمال کیا گیا کہ سجدہ سب سے بڑی عظیم عبادت ہے اللہ تعالیٰ کے ہاں اور مسجد کو اس لیے مسجد کہا جاتا ہے کہ اس میں سجدہ کیا جاتا ہے۔ نماز عظیم عبادت ہے اور اس عظیم عبادت میں نماز میں جو سب سے عظیم حصہ ہے وہ ہے سجدہ۔

2۔ دوسرا فائدہ یا دوسرا پیغام، بعض محققین علماء نے اس آیت کریمہ سے یہ فائدہ لیا ہے یہ پیغام لیا ہے، مسجد الحرام میں نماز پڑھنے کا ایک نماز کا کتنا ثواب ہے؟ ایک لاکھ کے برابر۔ تو کیا مسجد الحرام کی چار دیواری کے اندر کے لیے خاص ہے یا پورے حدود حرم کے لیے عام ہے؟ پورے حدود حرم کے لیے اور دلیل یہی آیت ہے ﴿الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ﴾۔ تو مسجد کہاں تھی چار دیواری تو تھی نہیں؟ آپ جانتے ہیں کہ چار دیواری سب سے پہلے کس نے بنائی؟ کعبہ کے ارد گرد چار دیواری سب سے پہلے کس نے بنائی؟ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بنائی اور اسی آیت کو دلیل کے طور پر پیش کیا کیوں کہ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے یہ فرمایا تھا کہ چار دیواری سے تو ہم اس میں حدود کر دیں گے اور حد تو ہے نہیں۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ طواف کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہوئے حج اور عمرے میں لوگ آتے ہیں اور ان کے ساتھ بھیڑ بکریاں اور اونٹ پر سوار ہو کر آتے ہیں گندگی ہوتی ہے کبھی جانور اندر گھس آتے ہیں تو چار دیواری ہونی چاہیے جس میں اللہ تعالیٰ کے گھر کی صفائی اور حفاظت ہو تو سب سے پہلے چار دیواری سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بنائی اور اسی آیت کو بطور دلیل پیش کیا ﴿الْمَسْجِدِ﴾ تو مسجد میں چار دیواری ہوتی ہے جیسا کہ مسجد اقصیٰ میں چار دیواری ہے تو اس لیے یہ چار دیواری بنائی گئی۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ پورے حرم کی حدود میں اگر کوئی شخص کسی بھی مسجد میں نماز پڑھتا ہے تو اس ثواب ایک لاکھ کے برابر ہے۔ واللہ اعلم۔

3۔ تیسرا فائدہ یا تیسرا پیغام، اللہ تعالیٰ کی عظمت کا بیان کہ اتنی عظیم ذات ہے مالک الملک سبحانہ و تعالیٰ کہ ایک لمحے میں کن فیکون سے پیارے پیغمبر ﷺ کو زمین کی سیر بھی کروائی اور آسمانوں کی سیر بھی کروائی۔

آج سائنس کا زمانہ ہے سائنس ترقی کر چکی ہے آپ جانتے ہیں کہ زمین کا جو سب سے قریب ترین سیارہ ہے وہاں تک پہنچنے کے لیے تین سال کا وقت کم سے کم لگتا ہے۔ تین سال! یہ جو سب سے قریب ترین سیارہ ہے اور پھر سولر سسٹم پورا دیکھیں آپ مجموعة شمسية جو ہے اس جیسے اور ہیں لاکھوں اور پھر ان کے علاوہ یہ جو پوری کائنات پھیلی ہوئی ہے یہ جو ہمیں اسٹارز وغیرہ نظر آتے ہیں یہ آسمان دنیا ہے یہ دنیا کا آسمان ہے پھر دوسرا آسمان پھر تیسرا، ساتویں آسمان تک جو مدت اور مسافت ہے کوئی بھی علم وہاں تک پہنچ نہیں سکتا یاد رکھیں کوئی بھی علم نہیں پہنچ سکتا۔ میرے بھائی دنیا کے آسمان کا مکمل علم کسی کو نہیں ہے آج تک کسی فزکس کو بھی نہیں ہے کسی عالم کسی سائنس دان کو بھی نہیں ہے اس لیے black holes کی بات کرتے ہیں بعض Scientist اگر اس کا وجود حق ہے اللہ اعلم جیسے وہ claim کرتے ہیں اگر یہ بھی موجود ہیں تو یہ صرف اسی آسمان دنیا کے متعلق ہے اور آسمان دنیا سے اوپر یا اس کا مکمل عبور کسی بھی انسان یا کسی بھی مخلوق کو اللہ تعالیٰ نے نہیں دیا یاد رکھیں تو ساتواں آسمان تو دور کی بات ہے۔

4۔ چوتھا پیغام، برزخی زندگی دنیا اور آخرت کی زندگی سے بالکل مختلف ہے۔ برزخ کہتے ہیں اوڑھ کو، جو دو چیزوں کے بیچ میں چیز ہوتی ہے اسے برزخ کہتے ہیں تو دنیا اور آخرت کی زندگی کے بیچ میں برزخ ہے اور برزخ کی زندگی میں ایک قاعدہ ہے کہ اس کا دنیا سے قیاس نہیں کیا جاتا اور اس کی دلیل اسی قصے میں اسراء و معراج میں ہے۔ موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو پیارے پیغمبر ﷺ نے تین مرتبہ دیکھا۔ کہاں کہاں دیکھا؟ اپنی قبر میں نماز پڑھتے ہوئے پھر بیت المقدس میں اقتداء کرتے ہوئے

نماز میں پھر چھٹے آسمان میں۔ کتنے موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام ہیں دنیا میں؟ صرف ایک ہی ہے اور یہاں پر تین جگہوں پر دیکھا، تو یہ برزخی زندگی ہے میرے بھائی وہاں پر آپ تین مرتبہ بھی دیکھ سکتے ہیں اس سے کم زیادہ بھی دیکھ سکتے ہیں کیوں دنیا میں تو ہم ایک شخص کو صرف ایک جگہ پر دیکھتے ہیں بس اور بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ ایک شخص ایک ولی ایک وقت میں سینکڑوں جگہوں پر ظاہر ہو سکتا ہے اور دلیل یہ پیش کرتے ہیں۔ میرے بھائی یہ برزخی زندگی ہے، اس دنیا میں شیطان تو انسان کی زندگی اختیار کر سکتا ہے اور یہی کچھ ہو رہا ہے کہ میں ابھی اس بھائی کو دیکھ رہا ہوں اپنے سامنے اور اسی وقت کوئی دوسرا شخص کہتا ہے کہ میں نے اسے دیکھا ہے وہ دوسری مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا، یا اسے غلط فہمی ہوئی اور اگر صحیح ہے تو پھر جن ہے شیطان ہے جو انسان کی شکل اختیار کر کے لوگوں کو دھوکا دیتے ہیں لیکن بیک وقت ایک ہی جگہ پر اسی دنیا میں ایک جگہ سے زیادہ ایک انسان کو دیکھا جائے یہ باطل ہے۔

5۔ پھر پانچواں فائدہ اس میں یہ ہے اس پیغام میں کہ برزخی زندگی کے متعلق جب ہم بات کرتے ہیں تو یاد رکھیں کہ برزخی دنیا الگ ہے اور بعض لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام زندہ ہیں اپنی قبروں میں دنیاوی زندگی سے یا دنیاوی سی زندگی سے۔ وہ خود بے چارے مضطرب ہیں کبھی کہتے ہیں دنیاوی زندگی اور کبھی کہتے ہیں دنیاوی سی زندگی یعنی دنیا جیسی زندگی جو مکمل دنیاوی نہیں ہے اور وہاں پر انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کھاتے ہیں پیتے ہیں۔ میرے بھائی برزخی زندگی اور ہے اس دنیا سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے اور جو کہیں پر کوئی تعلق ہے تو اس کی دلیل موجود ہے۔ مردے کو دفن کیا مردہ قدموں کے چلنے کی آواز سنتا ہے تو یہ ایک تعلق ہے یہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے سنتا ہے۔ کیا مردہ ہر چیز سنتا ہے؟ نہیں۔

6۔ اس لیے اگلا پیغام ہے کہ مردے سنتے نہیں ہیں اور جو لوگ کہتے ہیں کہ مردے سنتے ہیں انہوں نے مردوں اور زندوں کو برابر کر دیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿وَمَا يَسْتَوِي الْأَحْيَاءُ وَلَا الْأَمْوَاتُ﴾ (فاطر:22) (مردہ اور زندہ کبھی برابر نہیں ہو سکتے)۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ﴿وَمَا أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَنْ فِي الْقُبُورِ﴾ (فاطر:22) (اے میرے پیارے پیغمبر ﷺ! آپ کبھی بھی مردوں کو سنا نہیں سکتے)۔ مردے نہیں سن سکتے، یہ جو قبر میں قدموں کے چلنے کی آواز سنتے ہیں صرف یہی سنتے ہیں اور یہ ہم اس لیے کہتے ہیں کہ اس کی دلیل ہے ورنہ برزخ تو غیب ہے اور ہم نہیں جانتے غیب کے متعلق الا یہ کہ جو وحی کے ذریعے پیارے پیغمبر ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے اور جو آپ ﷺ نے اپنی اُمت تک پہنچایا ہے قرآن مجید میں یا صحیح حدیث میں۔

7۔ اسراء و معراج کا ثبوت، اسراء و معراج حق ہے۔ بعض لوگ انکار کرتے ہیں یا کہتے ہیں کہ اسراء و معراج منامی۔ یہ خواب نہیں تھا یاد رکھیں یہ حقیقت ہے اور جو لوگ کہتے ہیں کہ معراج منامی یاد رکھیں وہ گمراہ ہیں وہ باطل عقیدہ ہے قرآن مجید کی تکذیب ہے اور قرآن مجید کی تکذیب کرنے والا دائرہ اسلام سے خارج ہے ﴿أَسْرَىٰ بِعَبْدِهِ﴾ (اپنے بندے کو اللہ تعالیٰ نے اسراء و معراج کی سیر کروائی)۔

8۔ آٹھواں فائدہ یا آٹھواں پیغام کہ پیارے پیغمبر ﷺ علم غیب نہیں جانتے الا یہ کہ جو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے۔

9۔ پیارے پیغمبر ﷺ کا جو سب سے عظیم وصف ہے جو اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے قرآن مجید میں وہ ہے عبودیت کا بندگی کا۔ دیکھیں قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے مختلف اوصاف بیان کیے ہیں پیارے پیغمبر ﷺ کے، رحمت للعالمین ہیں، رسول ہیں، سراج منیر ہیں، بشیر ہیں، نذیر ہیں، کتنے پیارے اوصاف ہیں لیکن تعجب کی بات ہے کہ جب چیلنج کی بات آتی ہے تو کون سا وصف استعمال ہوتا ہے؟ عبد کا عبودیت کا۔ کافروں نے کہا ہم قرآن کو نہیں مانتے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایک ایسی سورۃ لے کر آؤ جو میں نے اپنے بندے پر اتاری ہے۔ اسراء و معراج، لوگوں نے کہا کہ نہیں ہم نہیں مانتے تو اللہ تعالیٰ نے چیلنج میں ﴿أَسْرَىٰ بِعَبْدِهِ﴾ عبد کا لفظ استعمال ہوا۔ کلمہ شہادت میں کیا پڑھتے ہیں ہم؟ "أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَ رَسُولُهُ"۔ عبد کا لفظ کیوں ہے؟ تاکہ سننے والا جان لے کہ پیارے پیغمبر ﷺ اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں اللہ تعالیٰ کی بندگی کرنے والے ہیں اور جو بندگی کرتا ہے وہ کبھی بندگی کے لائق نہیں ہوتا اس کی عبادت نہیں کی جاتی، جو خود بندہ ہے اللہ تعالیٰ کا وہ کبھی اللہ نہیں ہو سکتا۔ اس میں وحدۃ الوجود کا بھی رد ہے جو بعض صوفیوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ اور مخلوق ایک ہے خالق اور مخلوق میں

کوئی فرق نہیں ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں﴿ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ﴾ ایک عابد ہے اور ایک معبود ہے، ایک عبادت کرنے والا ہے اور دوسری ذات جس کی عبادت کی گئی ہے جس کی عبادت کی جارہی ہے دونوں ایک کیسے ہو سکتے ہیں؟ تو اس میں وحدۃ الوجود کا بھی رد ہے۔

10۔آسمان سات ہیں اور اس کا ثبوت۔

11۔سدرۃ المنتہیٰ کا ثبوت۔

12۔پیارے پیغمبر ﷺ سدرۃ المنتہیٰ تک گئے اور اس سے آگے نہ گئے یاد رکھیں اس کے آگے جانے کی کوئی دلیل نہیں ہے۔بعض لوگ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ آگے گئے عرش کے اوپر گئے پھر اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی اللہ تعالیٰ سے کلام کیا تو یاد رکھیں یہ بالکل غلط ہے۔اگر پیارے پیغمبر ﷺ کی نگاہیں اپنی جگہ سے نہیں ہلیں﴿ مَا زَاغَ الۡبَصَرُ وَمَا طَغٰی﴾ نگاہیں حد سے نہیں گزریں تو پھر پیارے پیغمبر ﷺ کو عرش کے اوپر لے جایا گیا اس کی کوئی دلیل نہیں ہے یہ عقیدہ درست نہیں ہے۔

13۔سود خوری کا انجام، جیسا کہ آپ نے سنا کہ خون کے دریا میں ڈوب رہے ہیں۔

14۔زناکاری کا انجام۔

15۔غیبت کا انجام۔

یہ وہ کبیرہ گناہ ہیں بعض گناہ ہیں۔ قتل کا انجام کیا ہے؟اس سے بڑھ کر شرک کا انجام کیا ہے؟ یہ تو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ برزخ میں ان کو کیا عذاب ہو رہا ہے اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

16۔اس کے بعد پانچ نمازیں فرض ہوئیں۔نماز اسلام کا دوسرا رکن ہے کلمہ توحید کے بعد اور نماز کی اہمیت آپ جان لیں کہ باقی جتنی بھی عبادات ہیں وہ زمین پر فرض ہوئیں یہ واحد عبادت ہے جو ساتویں آسمان پر فرض ہوئی اور یہ واحد عبادت ہے اگر انسان اس عبادت کو بہترین طریقے سے جیسا کہ پیارے پیغمبر ﷺ کا فرمان ہے"صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي"(اس طریقے سے نماز پڑھو جس طریقے سے مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو)اگر اسی طریقے سے نماز کے شروط، ارکان، واجبات اور سنن بہترین طریقے سے ادا کر کے کوئی شخص نماز پڑھے تو اس کے درجے بھی بلند ہوتے ہیں یاد رکھیں اور وہی شخص وہی نمازی بدی سے اور بُرائی سے بچ سکتا ہے۔آج ہم نماز بھی پڑھتے ہیں لیکن برائیاں بھی کرتے ہیں تو معیار کیا ہے کہ آپ کی نماز اللہ تعالیٰ کے ہاں قابل قبول ہے یا نہیں ہے؟ یہ معیار ہے، جو لوگ جھوٹ بولتے ہیں، سود کھاتے ہیں، کبیرہ گناہ کرتے ہیں، نافرمانیاں کرتے ہیں اور نماز بھی پڑھتے ہیں تو ان کا فرض تو ادا ہو گیا وہ قضاء نہیں کرے گا لیکن نماز کا جو اجر و ثواب ہے وہ اس سے محروم ہے کیوں کہ قبولیت دو قسم کی ہوتی ہے کہ ایک تو نماز کی قبولیت کہ قضاء نہیں کریں گے اور دوسرا نماز کی قبولیت کے بعد جو اجر و ثواب ہے اس سے محروم ہو گئے اور جو نماز کا اثر ہے کہ بدی اور برائی سے بچاتی ہے اس سے محروم ہیں۔آج اُمت میں ہم دیکھتے ہیں کہ نمازی بہت ہیں لیکن کتنے ہیں جو بُرائیوں سے بچے ہوئے ہیں؟آپ انگلیوں پر گن سکتے ہیں۔

تو نماز کا اہتمام کریں کیوں کہ جس نے نماز کو ضائع کیا اس نے پورے دین کو ضائع کر دیا یاد رکھیں اور نماز وہ عبادت ہے جس کے متعلق قیامت کے دن سب سے پہلے سوال ہو گا عبادات میں سے اگر نماز درست ہے تو باقی عبادات زکوٰۃ ہے، روزہ ہے، حج ہے، والدین کی فرماں برداری ہے، صلہ رحمی ہے، مسلمانوں کے حقوق ہیں جتنے بھی دوسرے اعمال صالحہ ہیں نیک اعمال ہیں وہ نماز کے بعد ہیں اگر نماز درست ہے تو پھر دوسری چیزوں کو بھی دیکھا جائے گا اگر نماز نہیں تو پھر کچھ بھی نہیں ہے اس لیے علماء فرماتے ہیں کہ تارك الصلاة کافر ہے، جس نے نماز کو ترک کر دیا وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

آخر میں سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور ان کو صدیق کا لقب دیا گیا اور یاد رکھیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اولیاء نہیں بلکہ اولیاؤں کے سردار ہیں صرف ولی نہیں ہیں اگر دنیا میں کوئی ولی ہیں تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اولیاؤں کے سردار ہیں اور ان سب کے جو سردار ہیں سب سے جو سب سے بڑے عظیم صحابی

ہیں وہ ہیں سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو کبھی مسلمان سے آپ نے یہ سنا ہے کہ اے ابو بکر صدیق تو مشکل کشا ہے یا میری مدد فرما۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے متعلق سنتے ہیں اور عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ کے متعلق بھی سنتے ہیں۔ اگر کسی کا حق ہوتا کہ اسے پکارا جائے نبی ﷺ کے بعد تو کس کا حق ہے؟ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا حق ہے لیکن نہ نبی کو پکارنا جائز ہے ان کی وفات کے بعد اور نہ کسی صحابی کو پکارنا جائز ہے اور نہ کسی ولی کو پکارنا جائز ہے کیوں کہ پکار عبادت ہے اور عبادت اللہ تعالیٰ کا حق ہے اور جس نے یہ عبادت کسی اور کے لیے صرف کر دی اس نے شرک اکبر کا ارتکاب کیا وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

یہ عقیدہ کہاں سے آیا؟ میرے بھائی یہ رافضیوں کا عقیدہ ہے رافضیوں کا طریقہ ہے کہ انہوں نے کس طریقے سے سنیوں کے اندر یہ فتنہ ڈال دیا ہے کہ علی مشکل کشا ہے پھر اگر علی رضی اللہ عنہ ہے تو پھر غوث کیوں نہیں ہے؟ پھر اگر علی رضی اللہ عنہ اور غوث ہیں تو پھر باقی اولیاء کیوں نہیں ہیں؟ تو ایسا چور دروازہ کھولا ہے کہ تعجب ہوتا ہے آج ایسے مسلمان موجود ہیں جو ان قبروں کی طرف جا کر جتنی بھی عبادات ہیں جو اللہ تعالیٰ کا حق ہیں وہ ساری کی ساری قبروں پر ہوتی ہیں۔ نمازیں ہیں، سجدے ہیں، روزے ہیں، حج ہے، اعتکاف ہے، مجاوری، دعا، پکار، قربانی، نذر و نیاز، اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں، کوئی بھی عبادت ایسی نہیں ہے جو وہاں پر نہ کی جائے۔ جتنی بھی عبادات ہیں ساری کی ساری جیسا کہ کوئی مسلمان اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے وہی عبادات ان مزاروں پر ہوتی ہیں اور آج ہم کہتے ہیں کہ آج ہم بے چارے مسلمان ذلیل ہیں مسلمان کمزور ہیں کافر کا غلبہ ہے۔ اگر ان مسلمانوں پر کافر کا غلبہ آج کے دور میں نہیں ہوتا تو پھر کب ہوتا؟ اگر آج یہ مسلمان ذلت کے لائق نہیں ہے تو پھر کب ہو گا؟ جو مخلوق کو پکارتا ہے جو اپنے آپ کو مخلوق کے حوالے کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اسی کے حوالے کر دیتا ہے۔ پیارے پیغمبر ﷺ فرماتے ہیں کہ "مَنْ تَعَلَّقَ شَيْئًا وُكِلَ إِلَيْهِ" (جس کا دل کسی کے ساتھ جڑ جاتا ہے اللہ تعالیٰ اسے اسی کے حوالے کر دیتا ہے)۔ آج ہمارے دل کس کے ساتھ جڑے ہوئے ہیں؟ اللہ تعالیٰ کی قسم تعجب ہوتا ہے تعویذوں کے ساتھ، کالے دھاگوں کے ساتھ، کڑوں کے ساتھ کہ یہ دھاگہ جب سے پہنا ہے میں بالکل ٹھیک ہو گیا ہوں درست ہو گیا ہوں، جب سے فلانے پیر کی بیعت ہوئی ہے میری بیماری چلی گئی ہے، سبحان اللہ۔ جس کے ساتھ تمہارا دل جڑ گیا ہے اللہ تعالیٰ کا انصاف ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اسی کے حوالے کر دیا ہے۔

دکھ تکلیف دور اللہ تعالیٰ ہی کرتا ہے کوئی اور ذات نہیں کر سکتی یاد رکھیں نہ وہ پیر کر سکتا ہے اور نہ یہ کالا دھاگہ کر سکتا ہے بلکہ دکھ اور تکلیف، مصیبت صرف ایک ہی ذات کرتی ہے ﴿أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْأَرْضِ ۗ أَءِلَٰهٌ مَّعَ اللَّهِ﴾ (النمل:62) اور وہ صرف اللہ تعالیٰ ہے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی نہیں ہے۔ ہندو کسے پکارتا ہے؟ نصرانی کسے پکارتا ہے؟ آپ کیا سمجھتے ہیں کیا ہندو کی مشکلات آسان نہیں ہوتیں؟ ان کی مصیبتیں نہیں ٹلتیں؟ تو کیا یہ بُت رام کی شکل میں جو ہے یہی ٹالتا ہے یا یہ گائے ٹالتی ہے؟ ان کی مصیبتیں کون دور کرتا ہے؟ اللہ سبحانہ و تعالیٰ دور کرتا ہے لیکن جب تک وہ گائے کو سجدہ نہیں کرتے جب تک وہ اس بُت کو نہیں پکاریں گے اللہ تعالیٰ ان کی مصیبت نہیں ٹالے گا، انہوں نے اپنے دل کو جس کے ساتھ جوڑا ہے اللہ تعالیٰ نے ان کو انہیں کے حوالے کر دیا ہے۔ کیا فرق ہے میرے بھائیو اس ہندو میں جو بُت کو پکارتا ہے اور اس کلمہ پڑھنے والے مسلمان میں جو ایک پیر، بزرگ اور قبر والے کو پکارتا ہے؟ وہ بُت کو سجدہ کرتا ہے اور یہ قبر کو سجدہ کرتا ہے، وہ بُت کو پکارتا ہے اور یہ قبر والے کو پکارتا ہے تو کیا فرق ہے دونوں میں؟ اللہ تعالیٰ نے جیسے اُس کو اُس کے حوالے کر دیا ہے اِس کلمہ پڑھنے والے کو بھی اسی راستے اور اسی بزرگ کے حوالے کر دیا ہے جس کو وہ پکارتا ہے جب تک وہ اس قبر کا طواف نہیں کرے گا، اسے سجدہ نہیں کرے گا اس کی اللہ تعالیٰ مراد پوری نہیں کرے گا۔ کیوں؟ کیوں کہ اس نے خود اسی راستے کو اپنایا ہے۔ قرآن مجید کی آیات واضح ہیں، حدیث رسول اللہ ﷺ صبح و شام بیان کی جاتی ہیں۔ کہتے ہیں کہ ان کی بات نہ سنو یہ وہابی ہیں یہ تمہیں گمراہ کر دیں گے، یہ کافر ہیں تمہیں بھی کافر بنا دیں گے ان سے بچو اور جاہل عوام بے چاری پس رہی ہے اس دلدل میں غرق ہو رہی ہے۔ یاد رکھیں کوئی یہ نہ سمجھے کہ جاہل ہیں تو بچ جائیں گے ان کے لیے عذر ہے بہانہ ہے، ہر گز نہیں وہاں پر کوئی بہانہ نہیں چلے گا کوئی عذر نہیں چلے گا۔

یہود ونصاریٰ کو کس نے گمراہ کیا ہے؟ان کے اماموں نے یا کسی اور نے ؟ان کے اماموں نے گمراہ کیا ہے اگران کی بخشش نہیں ہے،اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوٓا إِنَّ اللَّهَ ثَالِثُ ثَلَٰثَةٍ﴾ (المائدة :73)(کافر ہیں جنہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تینوں میں ایک ہے)۔تو نصاریٰ سارے کافر ہیں ان کے جاہل بھی کافر ہیں ان کے عالم بھی کافر ہیں۔تو پھر کلمہ پڑھنے والوں کا کیا حال ہے؟یہی نصرانی عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے زمانے میں مومن تھے لیکن بعد میں جب کفر کا راستہ اختیار کیا شرک کا راستہ اختیار کیا تو کافر ہوگئے تو آج کلمہ پڑھنے والے مسلمان کا کیا حال ہے؟کیا یہ وہی تعلیمات ہیں جو پیارے پیغمبر ﷺ دے کر گئے ہیں ؟کیا یہ وہی راستہ ہے یا کوئی اور راستہ ہے؟اگر وہی راستہ ہے تو الحمد للہ لیکن یہ راستہ واضح ہے کسی سے چھپا ہوا نہیں ہے اگر یہ وہ راستہ نہیں ہے تو پھر اپنے آپ کو دیکھ لیں اور اپنے آپ کو درست کر لیں کیوں کہ موت کا فرشتہ جب آتا ہے تو پوچھ کر نہیں آتا اچانک آئے گا اور اچانک روح قبض کر کے لے جائے گا اس کے بعد پھر کوئی عبادت کا وقت نہیں ہے اس کے بعد اگر کوئی وقت ہے تو پھر جواب کا وقت ہے بس جو کچھ ہم نے کیا ہے اسی کا جواب دینا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے ہمیں علم نافع اور عمل صالح کی توفیق عطا فرمائے قرآن وسنت پر سلف صالحین کے روشن منہج پر زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

﴿سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ ۝١٨٠ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ ۝١٨١ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝١٨٢﴾

و صلى الله عليه وسلم بارك على نبينا محمد و على آله وصحبه أجمعين.

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضی بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس 033.اسرااور معراج سے لیا گیا ہے۔سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست کر دیا گیا ہے۔قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔

mp3 Audio